جناب عبدالرؤف ظفر

مقالات

التوافق بين كتابة الحديث وكراهتها و التطابق بين الاحاديث المتعارضة

حدیث کی کتابت اور عدم کتابت یعنی ارشاداتِ نبوی میں تطبیق!

حدیث رسول ؐ شریعتِ اسلامیہ کا دوسرا قانونی ماخذ ہے۔ قرآن مجید پڑھنے سے کئی مقامات پر حدیث رسول اللہ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اہمیت کا علم ہوتا ہے قرآنِ مجید کی طرح اس کی حیثیت بھی مسلّم ہے۔ اس کا انکار گویا قرآنِ مجید کا انکار ہے۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے:

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" (البقرۃ: ۱۲۹)

"وہ انہیں کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں"

حکمت سے یہاں حدیثِ رسول اللہ ؐ ہی مراد ہے۔ اکثر ائمہ حدیث اور علمائے سلف نے یہی مراد لی ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحؒ اپنی کتاب "الرسالۃ" میں لکھتے ہیں:

"فَفَرَضَ اللهُ عَلَى النَّاسِ اتِّبَاعَ وَحْيِهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فَقَالَ فِي كِتَابِهِ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ"

سات آیات ایسی درج کرکے، جن میں حکمت کا لفظ ہے، امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

"فَذَكَرَ اللهُ الْكِتَابَ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَذَكَرَ الْحِكْمَةَ فَسَمِعْتُ مَنْ أَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْقُرْآنِ يَقُولُ الْحِكْمَةُ سُنَّةُ رَسُولِ اللهِ"

(الرسالۃ ص ۷۶-۷۸)

"اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر وحی کی اطاعت فرض کی ہے۔ اور آنحضرتؐ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی سنّت کی اتباع ضروری قرار دی ہے۔ آیاتِ قرآنی "ربّنا وابعث فیھم رسولًا الخ" میں اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کا ذکر کیا وہ قرآنِ مجید ہے۔ اور جس حکمت کا ذکر فرمایا۔ میں نے قرآن کا بہت زیادہ علم رکھنے والوں سے سنا ہے۔ کہتے تھے کہ یہاں حکمت سے مراد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت (حدیث) ہے۔"

ایک مقام پر فرمایا:

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" (النجم: ۳،۴)

"وہ اپنی مرضی سے نہیں بولتے وہ تو ایک پیغام ہے جو ان کی طرف بھیجا جاتا ہے۔"

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہے:

"وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا" (الحشر: ۷)

"اور جو کچھ تمہیں رسول دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع کریں رک جاؤ۔"

اس قسم کی اور کئی آیاتِ قرآنی سے احادیثِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حیثیت متعین ہو جاتی ہے۔

منکرینِ احادیثِ رسولؐ نے کئی انداز سے احادیثِ رسول اللہ پر تنقید کی ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود احادیث کو لکھنے سے منع فرمایا تھا حالانکہ اگر آپؐ نے منع فرمایا تھا تو وہ بھی احادیث ہیں، ان احادیث کی حیثیت کیا ہو گی۔۔ انہیں کیونکہ تسلیم کر لیا جاتا ہے؟ ــــــ سچ ہے!

"دروغ گو را حافظہ نباشد"

محدثینِ عظام اس بات کے قائل ہیں کہ احادیثِ رسول اللہ کی کتابت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں اور آپؐ ہی کے حکم سے شروع ہو گئی تھی۔

اس مضمون میں پیغمبرِ اسلامؐ کے کراہتِ کتابتِ حدیث اور اباحتِ کتابتِ حدیث سے متعلق ارشادات درج کیے گئے ہیں۔ اور ان پر فنی نکتۂ نگاہ سے بحث کی گئی ہے۔ اور ان پر تبصرہ کر کے دونوں حکموں میں تطبیق دی گئی ہے۔ سب سے پہلے ہم وہ احادیث درج کرتے ہیں۔ جن میں کتابت کے بارے میں کراہت پائی جاتی ہے:

حدیثِ ابو سعیدؓ :

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَکْتُبُوْا عَنِّیْ غَیْرَ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ کَتَبَ عَنِّیْ غَیْرَ الْقُرْاٰنِ فَلْیَمْحُہٗ وَحَدِّثُوْا عَنِّیْ وَلَا حَرَجَ۔ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ قَالَ ھَمَّامٌ اَحْسِبُہٗ قَالَ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۲۲)

"حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "مجھ سے سن کر قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ لکھو۔ جس کسی نے قرآن کے علاوہ کوئی چیز لکھی ہو وہ مٹا دے۔" ھمام کا خیال ہے کہ آپؐ نے "مُتَعَمِّدًا" فرمایا۔ یعنی "جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا، تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنا لے۔"

حدیث کی دیگر کتابوں میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ یہ حدیث ہے :

"لَا تَکْتُبُوْا عَنِّیْ شَیْئًا اِلَّا الْقُرْاٰنَ فَمَنْ کَتَبَ عَنِّیْ شَیْئًا غَیْرَہٗ فَلْیَمْحُہٗ۔"

(دارمی ج ۱ ص ۹۸، علوم الحدیث لابن الصلاح ص ۱۷۱، جامع بیان العلم ج ۱ ص ۶۳)

"مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو، جس نے کچھ لکھا ہو وہ مٹا دے۔"

(دارمی کے اصل الفاظ "شَیْئًا غَیْرَ الْقُرْاٰنِ فَلْیَمْحُہٗ" ہیں)

عدمِ کتابتِ حدیث کی سب سے بڑی دلیل مندرجہ بالا حدیث ہے۔ امام بخاری رحؒ اور دیگر محدثین اس کو حضرت ابوسعید خدریؓ کا قول بتاتے ہیں۔ فتح الباری میں ہے :

"مِنْھُمْ مَّنْ اَعَلَّ حَدِیْثَ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَقَالَ الصَّوَابُ وَقْفُہٗ عَلٰی اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَہُ الْبُخَارِیُّ۔" (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۵)

کہ "کچھ لوگوں نے حدیثِ ابی سعیدؓ کو معلول قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ ابی سعیدؓ پر موقوف ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ بات نہ ہو، تو بھی الفاظِ حدیث پر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مطلب ہے قرآن کے ساتھ ملا کر کسی بھی چیز کو نہ لکھا جائے تاکہ غلط ملط نہ ہو جائے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی دیگر احادیث بھی

بیان کر دی جائیں :

۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اِسْتَأْذَنَّا النَّبِیَّ فِی الْکِتَابَۃِ فَلَمْ یَأْذَنْ لَنَا وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ "

(ترمذی ج ۲ ص ۱۰۶)

" حضرت ابوسعید رضہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اجازت نہ دی۔ اس کے علاوہ یہ حدیث زید بن اسلم سے بھی مروی ہے "

یہی حدیث اور مقام پر الفاظ کی ذرا تبدیلی سے حضرت ابوسعیدؓ ہی سے مروی ہے کہ:

" اَنَّهُمْ اسْتَأْذَنُوا النَّبِیَّ ﷺ فِیْ اَنْ یَّکْتُبُوْا عَنْهُ فَلَمْ یَأْذَنْ لَهُمْ "

" آنحضرتؐ سے انہوں نے لکھنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے ان کو اجازت نہ دی "

دارمی کے حاشیہ پر اس کے متعلق لکھا ہے :

" وَقَدْ قِیْلَ اِنَّمَا نَهٰی اَنْ یُّکْتَبَ الْحَدِیْثُ مَعَ الْقُرْاٰنِ فِیْ صَفْحَۃٍ وَّاحِدَۃٍ فَیَخْتَلِطَ بِهٖ فَیَشْتَبِهَ " (دارمی جلد ۱ ص ۹۹)

کہ " حدیث کو قرآنِ مجید کے ساتھ ایک ہی صفحہ پر لکھنے سے منع فرمایا تاکہ اشتباہ پیدا نہ ہو جائے "

علامہ خطابی نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں :

" اِنَّمَا نَهٰی اَنْ یُّکْتَبَ الْحَدِیْثُ مَعَ الْقُرْاٰنِ فِیْ صَفْحَۃٍ وَّاحِدَۃٍ لِئَلَّا یَخْتَلِطَ بِهٖ وَیَشْتَبِهَ عَلَی الْقَارِیْ " (معالم السنن ج ۱ ص ۲۴۶)

کہ " ایک صفحہ میں قرآن کے ساتھ حدیث لکھنے سے اس لیے منع فرمایا تاکہ التباس نہ ہو اور قاری پر مشتبہ نہ ہو "

خود حضرت ابوسعید رضہ نے ابونضرہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا :

" قَالَ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَجْعَلُوْهُ قُرْاٰنًا؟ لَا لَا " (جامع بیان العلم ج ۱ ص ۶۴)

" کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اسے قرآن بنا لو؟ نہیں، نہیں "

ایک اور روایت ابونضرہ ہی سے ہے کہ انہوں نے حضرت ابوسعیدؓ سے کہا، جو کچھ ہم آپ

سے سنتے ہیں اس کو لکھ رہے ہیں ، تو آپ نے فرمایا :

" تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْهَا مَصَاحِفَ " (حوالہ ایضاً)

" کیا اس کو مصاحف بنانا چاہتے ہو ؟ "

تعلیق علوم الحدیث کے صفحہ ۹ پر حدیث ابو سعیدؓ پر تبصرہ اس طرح کیا گیا ہے کہ :

" فَاَحْسِبُهُ اَنَّهُ كَانَ مَمْنُوْعًا اَوَّلَ الْهِجْرَةِ وَحِيْنَ كَانَ لَا يُؤْمَنُ الْاِشْتِغَالُ بِهٖ عَنِ الْقُرْاٰنِ "

" میرا خیال ہے کہ آغازِ ہجرت میں ممنوع تھا ، بالخصوص اس وقت جب کہ اس میں لگ کر قرآن سے ہٹ جانے کا امکان تھا "

ایک اور حدیث نے ان احادیث کی مزید وضاحت کی ہے کہ ممانعت اس وجہ سے تھی کہ قرآنِ مجید کے ساتھ اختلاطِ حدیث نہ ہو ۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے جب ہم آپؐ کی باتیں لکھ رہے تھے ۔ فرمایا ، " کیا لکھ رہے ہو ؟ " ہم نے کہا ، " وہ باتیں جو ہم نے آپؐ سے سنی ہیں " آپؐ نے فرمایا " تم کتاب اللہ کے سوا کوئی اور کتاب چاہتے ہو ؟ تم سے پہلی امتوں کو اس کے سوا کسی چیز نے نہیں گمراہ کیا کہ انہوں نے کتاب اللہ کے ساتھ دیگر کتابیں بھی لکھ لیں " (مسند احمد عن ابی ھریرۃؓ)

صحیفہ ہمام بن منبہ کے مقدمہ (ص ۲۶-۷۲) میں ڈاکٹر حمید اللہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ کہ یمن سے نومسلموں کی جماعت آئی اُن میں سے کچھ نے احادیث کو اپنے ان اوراق پر لکھ لیا جن پر قرآنِ مجید کی سورتیں لکھی تھیں ، تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قرآن کے علاوہ (جو کچھ لکھا ہے) اس کو مٹا دو ۔ یہ بات واضح ہی ہے کہ نومسلم لوگ اس اختلاط سے اُلجھ جاتے ہیں ۔

علاوہ ازیں حضرت ابو سعید رضؓ کی حدیث پر اور بھی کئی طرح سے تبصرہ کیا گیا ہے ۔ مثلاً اہلِ عرب کا حافظہ بہت معروف تھا ۔ اس وجہ سے اس شخص کو لکھنے سے روکا جس کے حافظے پر اعتماد تھا ۔ ہم اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کر دیں کہ بعض محدثین کے نزدیک یہ منسوخ ہے ۔ (علوم الحدیث اور امام اعظم از مولانا محمد علی ص ۴۶)

علامہ احمد شاکر نے بھی حدیثِ ابی سعید رضؓ کو بالکل ابتداء میں بیان کیا ہے اور کتابت کے متعلق لکھا ہے کہ پوری امت کا مجتمع ہونا اس بات کی نشانی ہے کہ فیصلہ یہی ہے اور

اجماع تواتر سے ثابت ہے اگر حدیث ابی سعید ان (کتابت) احادیث کے بعد ہوتی تو تمام صحابہؓ کو پتہ ہوتا۔ (الباعث الحثیث ص ۱۲۳)

حدیث حضرت زید بن ثابتؓ پر تبصرہ :

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا أَبُو أَحْمَدَ نَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ قَالَ دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ حَدِيثٍ فَأَمَرَ إِنْسَانًا يَكْتُبُهُ، فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ إِنَّ رَسُولَ اللهِ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ فَمَحَاهُ ۔

(سنن ابی داؤد ص ۵۱۴)

کہ "حضرت زیدؓ بن ثابت حضرت معاویہ رضؓ کے پاس گئے ۔ انہوں نے زیدؓ سے کسی حدیث کے متعلق پوچھا اور کسی آدمی کو حکم دیا کہ وہ لکھے ۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے ہمیں اپنی احادیث لکھنے سے منع فرمایا ہے ۔ تو اُس نے اُن کو مٹا دیا۔"

یہ روایت صحیح نہیں ہے ۔ اس میں کثیر بن زید حزنی پر کلام کیا گیا ہے ۔

(عون المعبود ج ۳، ص ۳۵۶)

اس کے علاوہ مطلب بن عبداللہ مرسل روایات آنحضرتؐ سے بیان کرتا ہے ۔ حالانکہ اس کی ملاقات آنحضرتؐ سے نہیں ہوئی ۔ حافظ ابن حجر رحؒ نے لکھا ہے :

"كَثِيرُ التَّدْلِيسِ وَالْإِرْسَالِ مِنَ الرَّابِعَةِ" (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۵۴)

اس حدیث پر مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ اس میں دو راویوں پر کلام کیا گیا ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ کی حدیث پر تبصرہ :

۴ ۔ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۵)

"آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم اُمّی (ان پڑھ) امت ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے

ہیں۔ مہینہ (انگلیوں کے اشارے سے) اس طرح، اس طرح اور اس طرح ہے اور تیسری دفعہ انگوٹھے کو بند کر لیا (۲۹ دن کی طرف اشارہ کیا)۔"

اس حدیث کا کتابتِ حدیث کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اس کو اگر کتابتِ حدیث پر لاگو کیا جائے تو قرآن مجید کی کتابت پر بھی اس کا اطلاق ہوگا۔ اصل میں یہاں آنحضرتؐ نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں لکھنے کا رواج کم ہے۔ ہم مہینے کے دنوں کی گنتی اس طرح سے انگلیوں پر کر لیتے ہیں۔

زیادہ تر عرب لوگوں کا رجحان حافظے پر تھا۔ گھوڑوں کی نسلوں کے ان کو سب یاد ہوتے تھے۔ لکھنے کو وہ انسان کے حافظے کی کمزوری کی علامت سمجھتے تھے۔ بلکہ یہ ان کی ضرب المثل تھی:

"اُکْتُبُوْا عَلَى الْحَنَاجِرِ وَلَوْ بِالْخَنَاجِرِ"

"شہ رگوں پر لکھ لو خواہ خنجروں سے لکھنا پڑے"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عمر بن ابی ربیعہ کا قصیدہ ایک دفعہ سن کر یاد کر لیا تھا جس کے ستر شعر تھے۔

قرآن مجید نے آنحضرتؐ کو نبی الامیؐ کا لقب دیا ہے۔ (الاعراف: ۱۵۸) اور "بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا" کہا ہے (الجمعۃ: ۲) لیکن اس کے باوجود آپؐ کے پاس کاتبینِ وحی موجود تھے۔ آنحضرتؐ خود قرآن مجید لکھواتے تے۔ اس کے علاوہ آپؐ کی نبوت سے قبل ہی عرب میں لکھنے کا رواج شروع ہو گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کتابت سے متعلق نہیں بلکہ ویسے مہینے کے دنوں کی گنتی کے متعلق ہے۔ اس کو کسی محدّث نے بھی کتابتِ حدیث میں درج نہیں کیا۔

حدیث حضرت ابو ہریرہؓ:

د۔ "عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ إِلَّا الْقُرْآنَ فَمَنْ كَتَبَ عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَفِيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَهُوَ ضَعِيْفٌ" (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج۱ ص۱۵۱)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا، مجھ سے قرآن کے

علاوہ کچھ نہ لکھو، جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہو وہ مٹا دے۔ بنی اسرائیل سے بیان کرو کوئی حرج نہیں۔" اس کو بزار نے روایت کیا ہے۔ اس میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں۔"

اس حدیث کی صحت پر مزید جرح کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ جب کہ اس کا ایک راوی ضعیف ہے۔ تاہم اس پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ اس لیے ہے کہ قرآن کے ساتھ التباس نہ ہو۔ جس طرح کہ پہلے حضرت ابوہریرہ رضؓ کی حدیث لکھی جا چکی ہے اس میں مطلق ممانعت نہیں بلکہ عام لوگوں کو روکا گیا ہے۔ جب کہ خاص لوگوں کو اجازت دی۔

٦- "عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَعْنِي الْخُدْرِيَّ قَالَ كُنَّا قُعُوداً نَكْتُبُ مَا نَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا هٰذَا تَكْتُبُونَ فَقُلْنَا مَا نَسْمَعُ مِنْكَ فَقَالَ أَكِتَابٌ مَعَ كِتَابِ اللّٰهِ امْحَضُوا كِتَابَ اللّٰهِ وَأَخْلِصُوهُ قَالَ فَجَمَعْنَا مَا كَتَبْنَاهُ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ثُمَّ أَحْرَقْنَاهُ بِالنَّارِ فَقُلْنَا أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ نَتَحَدَّثُ عَنْكَ قَالَ نَعَمْ تَحَدَّثُوا عَنِّي وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَهُوَ ضَعِيفٌ۔" (حوالہ مذکور)

"حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرتؐ سے جو سنتے تھے اس کو بیٹھ کر لکھ رہے تھے، آپؐ تشریف لائے تو پوچھا "یہ کیا لکھ رہے ہو؟" ہم نے کہا "جو کچھ ہم آپ سے سنتے ہیں" آپؐ نے فرمایا "کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ اور کتاب لکھتے ہو؟ اللہ کی کتاب کو خالص رکھو۔" حضرت ابوسعیدؓ نے کہا "جو کچھ ہم نے لکھا تھا اسے ایک میدان میں جمع کیا پھر اسے جلا دیا۔ ہم نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، آپ سے ہم بیان کریں؟" فرمایا "ہاں مجھ سے بیان کرو کوئی حرج نہیں۔ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔" امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو روایت کیا ہے اس میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں۔"

مذکورہ ضعف کی بناء پر اس پر تبصرہ مناسب نہیں۔ تاہم حضرت ابوسعیدؓ کی حدیث گزر چکی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے عام لوگوں کو قرآن کے ساتھ لکھنے سے منع فرما دیا

تھا اگر التباس نہ ہو۔ لیکن جب اس التباس کا خدشہ نہ رہا تو اجازت دے دی۔

مقدمۃ ابن الصلاح میں اس طرح ہے:

"وَلَعَلَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ فِي الْكِتَابَةِ عَنْهُ لِمَنْ خَشِيَ عَلَيْهِ النِّسْيَانَ وَنَهَى عَنِ الْكِتَابَةِ عَنْهُ مَنْ وَثِقَ بِحِفْظِهِ مَخَافَةَ الْاِتِّكَالِ عَلَى الْكِتَابِ اَوْ نَهَى عَنْ كِتَابَةِ ذَالِكَ عَنْهُ حِيْنَ خَافَ عَلَيْهِمْ اخْتِلَاطَ ذَالِكَ بِصُحُفِ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَأَذِنَ فِي كِتَابَتِهِ حِيْنَ أَمِنَ مِنْ ذَالِكَ" (مقدمہ ابن الصلاح لعلوم الحدیث صلا)

اب ہم ان احادیث کا جائزہ لیتے ہیں جن میں احادیث کی کتابت کا حکم ہے یا جن کی آنحضرتؐ کے سامنے کتابت ہوئی اور آپؐ نے اسے مستحسن قرار دیا:

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ خزاعہ نے اپنے ایک مقتول کے بدلے میں فتح مکہ کے سال، بنولیث کا ایک آدمی قتل کر دیا۔ آنحضرتؐ کو اس کا پتہ چلا تو آپؐ نے اپنی سواری پر سوار ہو کر خطبہ دیا "اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قتل (یا اصحابِ) فیل کو روک لیا (امام بخاریؒ کو شک ہے کہ آنحضرتؐ نے فیل کا لفظ استعمال کیا یا قتل کا) رسول اللہ کو اور اہلِ ایمان کو اہلِ مکہ پر مسلط کر دیا۔ حرم کو نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال کیا جائے گا۔ میرے لیے دن کے چند گھنٹوں کے لیے حلال کیا گیا اور پھر حسبِ سابق حرام ہو چکا ہے۔ حدودِ حرم میں نہ کانٹوں کو توڑا جائے نہ درختوں کو کاٹا جائے نہ یہاں کی گری ہوئی چیز اٹھائی جائے۔ البتہ اس شخص کو اجازت ہے جو گری ہوئی چیز کو شہرت دینا چاہتا ہو۔ جس قوم کا کوئی شخص مارا جائے اس کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے یا تو قاتلوں سے قصاص لے لیں یا دیت لے لیں۔"

اس پر اہلِ یمن میں سے ایک شخص ابوشاہ نے عرض کی:

"اُكْتُبْ لِي يَا رَسُوْلَ اللهِ"

"یا رسول اللہ! یہ باتیں میرے لیے لکھ دیجئے!"

تو آپؐ نے فرمایا:

"اُكْتُبُوْا لِاَبِي شَاهٍ"

"ابوشاہ کو لکھ دو"

حضرت عباسؓ نے کہا، "صرف اذخر کی اجازت دے دیں، اس کو ہم گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں!" آپؐ نے اجازت دے دی!

امام اوزاعی رحمہ سے "اُکْتُبُ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ:

ھٰذِہِ الْخُطْبَۃُ الَّتِیْ سَمِعَھَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱-۲۲-، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳۹)

کہ "یہ وہ خطبہ ہے جو آنحضرتؐ سے انہوں نے سنا تھا۔

یہ حدیث امام بخاریؒ نے کتاب العلم اور کتاب اللقطۃ دونوں میں کچھ تغیرِ الفاظ سے لکھی ہے۔ دونوں کو ملا کر یہاں درج کی گئی ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث پر تبصرہ یوں کیا ہے:

"بِھٰذَا تَظْھَرُ مُطَابَقَۃُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ لِلتَّرْجُمَۃِ" (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۴)

"اس سے اس حدیث کے باب سے مطابقت ظاہر ہوتی ہے!"

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ لکھتے ہیں:

"ھٰذَا دَلِیْلٌ صَرِیْحٌ عَلٰی جَوَازِ کِتَابَۃِ الْحَدِیْثِ" (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۷۵)

"یہ کتابتِ حدیث کے جواز پر صریح دلیل ہے"

یہ حدیث صحیحین کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث میں بھی ہے۔ (مثلاً جامع بیان العلم ص ۷۱ - ابوداؤد)

اور اس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیگر صحابہ رضؓ کو یہ حکم کہ "ابوشاہ کو لکھ دیں" اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ نے اگرچہ ابتداء میں قرآنِ مجید سے اشتباہ کی بناء پر کتابتِ حدیث سے روکا تھا لیکن بعد میں اجازت دے دی تھی ۸ھ میں مکہ فتح ہوا۔ یہ اُس کے بعد کا واقعہ ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

"مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ أَحَدٌ أَکْثَرَ حَدِیْثًا مِنِّیْ إِلَّا مَا کَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّہٗ کَانَ یَکْتُبُ وَلَا أَکْتُبُ۔" (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲)

کہ "حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ کے علاوہ کوئی اور صحابیؓ مجھ سے زیادہ حدیثیں بیان

نہ کرتا۔ وہ لکھتے تھے۔ میں نہیں لکھ سکتا تھا۔"

یہ حدیث بھی دیگر کتب احادیث میں ہے۔ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۱ پر یہ الفاظ ہیں:

"وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ" "هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"

کہ "میں نہیں لکھتا تھا" "یہ حدیث حسن صحیح ہے"

علاوہ ازیں دیکھئے سنن دارمی ج ۱ ص ۱۰۳، جامع بیان العلم ص ۷۴، شرح السنۃ ج ۲ ص ( )

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ کتابت حدیث آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جیسے صحابی لکھتے تھے۔ ممانعت ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع فرما دیتے!

فتح الباری میں اس کے متعلق یوں لکھا ہے کہ:

"یہ روایت صحیح مسلم والی ابوسعیدؓ کی روایت کے متعارض ہے۔ ان میں تطبیق اس طرح سے ہے کہ نہی نزولِ قرآن کے التباس کی وجہ سے کی گئی ہے۔ التباس کا خطرہ نہ رہا تو اجازت دے دی۔ یا ایک صفحہ پر قرآن مجید کے ساتھ کسی چیز کے لکھنے سے نہی خاص ہے۔ اور الگ اجازت تھی۔ یا نہی مقدم ہے اور اذن ناسخ ہے۔ یا نہی اس کے لیے ہے جو صرف کتابتِ حدیث پر تکیہ کرے اور حفظ کو چھوڑ دے۔ دوسرے کو اجازت ہے —— روایتِ ابوسعیدؓ کو موقوف بھی کہا گیا ہے۔" (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۵)

بخاری کے علاوہ دیگر حدیث کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے اسی طرح کی حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔ جو کہ اس حدیث کو مزید تقویت دیتی ہیں۔ اگرچہ اس کی اپنی حیثیت بھی مسلم ہے۔

۳۔ حدیثِ ابی جحیفہؓ:

"عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔" (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱)

"حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا، "کیا تمہارے

پاس کوئی کتاب ہے؟" تو حضرت علی رضؓ نے کہا "نہیں۔ لیکن اللہ کی کتاب یا فہم جو مسلمان آدمی کو مل جائے۔ یا جو اس صحیفہ میں ہے۔" میں نے پوچھا "اس صحیفہ میں کیا ہے؟" حضرت علی رضؓ نے کہا، "دیت اور قیدی کو آزاد کرنا، اور مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کرنا!"

اس حدیث کی صحت پر بھی گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔ بخاری کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی موجود ہے۔

۴۔ حضرت عائشہ رضؓ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی حدیث مروی ہے۔ اس میں سراقہ بن مالک مدلجی کا واقعہ ہے کہ اس نے آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا تعاقب کیا۔ قریب گیا تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ پھر اس نے آنحضرتؐ سے امان طلب کی اور امن کا خط لکھنے کو کہا، آپؐ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا، اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ لیا۔ پھر آنحضرتؐ تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۴ ۔ مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۶ ۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص)

یہ واقعہ مکہ اور مدینہ کے درمیان کا ہے، اگر کتابت کی بالکل ممانعت ہوتی تو آنحضرتؐ کیوں اس کو امن کا پروانہ لکھ کر دیتے؟ یہ حدیث کتابت حدیث پر صریح دلیل ہے۔ اسی حدیث میں آنحضرتؐ نے سراقہ بن مالک کو کسریٰ بن ہرمز کے کنگن پہنانے کی بھی پیش گوئی فرمائی ہے۔

۵۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِيْ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهٗ اَلْفًا وَّخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ۔

(البخاری ج ۱ ص ۴۳۰)

"حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں سے جو آدمی زبان سے اسلام کا اقرار کرتا ہے، اس کا نام لکھ لو۔ تعمیل حکم میں ہم نے ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) آدمیوں کے نام لکھے۔"

یہ حدیث مسلم میں بھی ہے۔ لیکن وہاں یہ الفاظ ہیں۔ جب آنحضرتؐ نے شمار کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا:

"اَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ اِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ۔"

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۴)

"آپ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں جب کہ ہم چھ سات سو تک ہیں۔"

دونوں احادیث اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں، مسلم شریف کی حدیث کے مطابق چھ سات سو صرف مدینہ کے آدمی تھے۔ اور پندرہ سو کی تعداد میں مدینہ کے علاوہ اردگرد کے مسلمان بھی شامل ہیں۔ (حاشیہ مسلم شرح نووی ج۱ ص ۸۴، حاشیہ بخاری از مولانا احمد علی سہارنپوری ج۱ ص ۴۳۰)

الغرض اس حدیث کی صحت کے بارے میں بھی شک کا کوئی امکان نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکھنے کا حکم دیا اور پھر باقاعدہ لکھا گیا۔ اگر ممانعت ہوتی تو نہ آپ حکم دیتے اور نہ صحابہ رضی لکھتے۔

۶۔ "قَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ كُتُبَهُ وَاَقْرَاْتُهُ كُتُبَهُمْ اِذَا كَتَبُوْا اِلَيْهِ۔"

(بخاری ج۲ باب ترجمۃ الاحکام ابی داؤد ص ۵۱۳)

"حضرت زید رضی بن ثابت سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یہود کا خط سیکھنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ میں نے آنحضرتؐ کے خطوط لکھے اور جو وہ خط آنحضرتؐ کو لکھتے وہ انہیں پڑھ کر سناتا۔"

آنحضرتؐ کے خطوط آپؐ کی حدیث کی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا۔ (جاری ہے)

• جن حضرات کا سالانہ زرِ تعاون ختم ہے ان کے نام آنے والے پرچہ پر "اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے اور اطلاعی خطوط بھی روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنا سالانہ زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں یا آئندہ شمارہ بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔

• خط وکتابت کے لئے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

• توسیعِ اشاعت کی خاطر نمونہ کا پرانا پرچہ مفت طلب کیا جا سکتا ہے۔ والسلام!

(منیجر)